سبع سنابل

جسے بارگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں شرفِ قبول حاصل ہُوا

مُصنّف

میر عبدالواحد بلگرامی

مترجم

مُفتی مُحمد خلیل خان برکاتی

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ)

سبع سنابل

جسے بارگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں شرفِ قبول حاصل ہوا

مصنّف

میر عبد الواحد بلگرامی

مترجّم

مفتی محمد خلیل خاں برکاتی

مقدّمہ

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری

ناشر

حامد اینڈ کمپنی ۔ مدینہ منزل ۳۸ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

کتاب	:	سبع سنابل
مصنف	:	میر عبدالواحد بلگرامی
مترجم	:	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
مصحح	:	محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
مطبع	:	رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
خوشنویس	:	غلام رسول
الطبع اوّل	:	۱۹۸۲ء
الطبع الثانی	:	۱۹۹۹ء
ناشر	:	فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
ہدیہ	:	165/=

ان کی سیادت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ ان کے بال کو لوگ جلتی ہوئی آگ میں رکھتے ہیں اور وہ نہیں جلتے۔ مخدوم نے جواب دیا ہندوستان میں بھی ایسے ہی سید موجود ہیں۔ مغلوں کو بہت تعجب ہوا اور دل میں کہنے لگے کہ مخدوم شیخ نے شیخی سے یہ بات کہی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اُن میں سے ایک کو بلائیے۔ آپ نے مؤلف کے چچا کو جن کا نام طاہر تھا اور جنہیں لوگ سید طاہ کہتے تھے بلایا چونکہ آپ کا جسم مبارک طاہر تھا لہٰذا آپ کا ایک مبارک بال لے کر دیر تک آگ میں رکھا ذرہ برابر بھی اسے آگ نہ لگی اور جب آگ سے نکالا اُسی طرح ٹھنڈا تھا اسے گرمی نہ پہنچی تھی۔ تمام مغل پشیماں اور شرمندہ ہوئے کبھی حضرت مخدوم کا مبارک پاؤں پکڑتے اور کبھی میرے چچا کے قدموں پر گرتے اور بہت عذر و معذرت کرتے لیکن ایسے سید آج دنیا میں سُرخ گندھک کی طرح نایاب ہیں اور ایسے بیش قیمت لعل دنیا کی کان میں کہاں نظر آتے ہیں۔ بہرحال شرع محمدی ایسوں پر بھی بالخیر خاتمہ کا قطعی حکم نہیں لگاتی نہ کہ وہ سادات جن کے بالوں اور بدن کے حصّوں کو یہ آگ جلا دیتی ہے۔

میرے بھائی اگرچہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و شرف کے کمالات اہلِ معرفت کے دلوں میں نہیں سما سکتے اور ان کے سچے دوستوں کے نہاں خانوں میں منزل نہیں بنا سکتے۔ اس کے باوجود اُن کے اِن نسب والوں میں اپنا کامل اثر نہیں دکھا سکتے خواہ وہ آبا و اجداد ہوں یا اولاد در اولاد۔ چنانچہ ابوطالب میں اس نسب نے کوئی اثر نہیں کیا حالانکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں بلیغ کوشش فرماتے رہے لیکن چونکہ خدائے قدوس جل وعلا نے اُن کے دل پر روزِ ازل ہی سے مہر لگادی تھی لہٰذا جواب دیا۔ اَلنَّارُ وَلَا العَارُ عَلٰی العَارِ۔ "میں عار پر نار کو ترجیح دیتا ہوں" جیسا کہ مشہور ہے۔ منقول ہے کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچائی کہ مَاتَ عَمُّکَ الضَّالُ۔ حضور کے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا۔ بیت۔ کبھی ایسے گوہر پیدا کرنے والے گھرانہ میں ابوطالب جیسے کو، (خالقِ بے نیاز) پتھر پھینکنے والا بنا دیتا ہے۔ ضیائی بخشی نے مسلک السلوک

میں لکھا کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کے جنازے کے پیچھے پیچھے تشریف لے جارہے تھے اور بار بار اس کی جانب نظر فرماتے اور اپنا دست مبارک اپنی چادر پر مارتے صحابہ نے ان کے دفن کے بعد آپ سے سوال کیا کہ حضور کا جنازہ کی طرف اور چادر مبارک پر ہاتھ مارنے میں کیا راز تھا ؟ - ارشاد فرمایا عذاب کے فرشتے پہنچ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں جنازہ پر سے اُٹھا لے جائیں - میں انہیں ہر بار اپنی چادر مبارک کی قسم دیتا کہ تھوڑی دیر ٹھہرو - قطعہ

بخشی قابل نکو ئے شو خوان ادبار ، فائدہ نہ دہد
گر تو نیکو نہ ، ترا ہرگز نسبت نیک مائدہ نہ دہد

اے بخشی نیکی کے قابل بن جاؤ کہ بدبختی کا دسترخوان کوئی کھانا نہیں دیتا - اگر تو خود نیک نہیں ہے تو تجھے نیک نسبت بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی -

ایسا ہی حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا واقعہ منقول و مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ کہاں ہے ارشاد فرمایا " دوزخ میں " اس جواب سے حضور نے اس کے چہرہ پر کچھ خشونت محسوس کی تو ارشاد فرمایا کہ میرے والد تیرا باپ ، اور حضرت ابراہیم کا چچا ایک جگہ ہیں " مخدوم شیخ سعد نے مجمع السلوک میں تحریر فرمایا کہ میں نے یہ کلام ام المعانی میں دیکھا کسی اور کتاب میں میری نظر سے نہ گذرا کہ " نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا علی تم نے سُنا کہ کل خدائے تعالےٰ نے مجھے کیسی بزرگی عطا فرمائی - عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ - فرمایا کل میں نے (کرم خداوندی کا) دامن تھاما اور اپنے والدین اور ابوطالب کی بخشش چاہی فرمان جاری ہوا کہ ہمارے یہاں کا فیصلہ تو اٹل ہے کہ جو میری وحدانیت پر اور تمہاری رسالت پر ایمان نہ لائے اور بتوں کو جھوٹا نہ مانے اُسے جنت عطا نہ فرماؤں گا اور نہ اسے دوزخ سے چھٹکارا دوں ،، مگر آپ فلاں شعبہ یعنی ٹیلہ پر تشریف لے جائیں اور اپنے والدین اور ابوطالب کو آواز دیں وہ زندہ ہوکر آپ کے روبرو حاضر آئیں گے آپ انہیں ایمان کی طرف بلائیں وہ آپ پر ایمان لائیں گے تو میں عذاب سے انہیں چھٹکارا دونگا -

میں نے ایسا ہی کیا اور بلندی پر گیا اور میں نے کہا اے میری ماں، اے میرے باپ، اے میرے چچا، تینوں بدن مٹی سے سر اور بدن جھاڑتے اُٹھے۔ میں نے ان کے کہا کہ میں جس چیز کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا ہوں تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہے اور خدا کی وحدانیت بھی تم پر ثابت ہے اور بتوں کا باطل ہونا بھی تم سے پوشیدہ نہیں ہے سب نے جواب دیا کہ بے شک ہمیں بالتحقیق یہ معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور بت باطل ہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں۔ اس پر اُن پر مغفرت کی کرامت نازل ہوئی اور وہ خوش خوش اپنی قبروں میں واپس چلے گئے۔ اور یہ ایمان اور مغفرت کی خصوصیت بھی انہیں کے لیے ہے کسی اور کو اس پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی حکم ہے اولاد کا کہ انساب کا پیوند اُن سے گناہوں کے صدور کے باوجود اُن کے حق میں کچھ اثر نہیں کر سکتا۔

مخدوم جہانیاں قدس اللہ روحہ نے خزانۂ جلالی میں لکھا کہ نیکیوں اور بدیوں میں شرفِ مکان، شرفِ زمان اور شرفِ نفس کا بھی اعتبار ہے۔ مکان جیسے مکہ مکرمہ کہ اس میں ایک نیکی سو ہزار (ایک لاکھ) نیکیوں کا ثواب رکھتی ہے اور ایک بدی سو ہزار بدیوں کے برابر ہوتی ہے اور شرفِ زماں جیسے ماہِ رجب اور روزِ جمعہ۔ کہ ایسے زمانہ میں ایک نیکی ستر نیکیوں کی مورث ہے اور ایک بدی ستر بدیوں کے عذاب کی موجب۔ اور شرفِ نفس جیسے فاطمی سید اور علماء۔ کہ اگر یہ ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دوگنا ثواب حاصل کریں اور اگر ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہوں"۔ یہیں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سید اگر عالم بھی ہو تو اس کو فرمانبرداری اور نافرمانی میں ثواب اور عذاب کا حصہ دوگنے سے بھی زیادہ ہے۔

اے برادر تمام مسائل اعتقادیہ علمِ کلام سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ مسئلہ جو تو کہتا ہے کہ باوجود کفر اور شرک صادر ہونے کے۔ سادات کے قطعی خیریتِ خاتمہ میں کوئی خلل اور رکاوٹ نہیں، یہ مسئلہ علمِ کلام کی کسی کتاب میں نظر نہ آیا۔ مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہٗ کہ ان کی سیادت اور فرزندی کا ثبوت روضۂ رسول سے ثابت اور متواتر ہے۔